ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

عہد فاروقی کا نظام احتساب اور عصر حاضر میں اس کی اصلاحات کے لیے کیے گئے اقدامات کا تقابلی و تطبیقی مطالعہ

A comparative and applied study of the accountability system of Hazrat Umer Farooq (R.A) and the steps taken to reform it in the present time.

Muhammad Waris
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies , Qurtuba University D.I.Khan.
Email: bhorvi313@gmail.com
Nazakat Hussain
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies , Qurtuba University D.I.Khan.
Email: nazakathussain2045@gmail.com
Dr. Fazl Ilahi Khan
Professor, Department of Islamic Studies , Qurtuba University D.I.Khan.
Email: fazalkhansadozai@gmail.com

Abstract

Hazrat Syedna Ameerul Momineen Farooq Azam (RA) laid the foundations of a permanent accountability department. From an ordinary person of the subjects to the members of the Sultanate, the nobles, the governors and the employees of the army, police and all other departments were accounted and they were questioned in the open court as well as individually and they were punished on the evidence of the crime. Some time ago in the Kingdom of Godgifted Pakistan, these reforms were also tried through the Hisba Bill, but due to some defencies, that bill could not be implemented; However, our accountability system needs a lot of reform at this time, so in this article, contemporary accountability laws have been reviewed in the light of Farooqui's accountability system and these sub-laws have been questioned and criticized in a principled manner. And their legitimate and possible forms have been clarified and in the light of this, suggestions have been made to solve the present-day defects and the implementation of the reforms made on the accountability system in the Farooqi period to the efforts made in the present.

Key words: *NAB, Accountability department, Hisba Bill, applied study of the accountability.*

حضرت سیدنا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بازپرس کے لیے مستقل محکمہ احتساب کی بنیاد ڈالی جس کے تحت رعایا کے ایک عام فرد سے لیکر اراکین سلطنت میں سے عالی وقار ججز، گورنرز اور فوج، پولیس اور اس کے علاوہ دیگر محکموں کے ملازمین کا حساب لیا جاتا تھا اور ان سے کھلی کچہری میں اور گاہے گاہے انفرادی طور پر بازپرس کی جاتی تھی اور جرم کے ثبوت پر انہیں سزا دی جاتی تھی، کچھ عرصہ پہلے مملکت خداداد پاکستان میں بھی حِسبہ بل کے ذریعے ان اصلاحات کی کوشش کی گئی لیکن کچھ کوتاہیوں کی وجہ سے وہ بل قابل عمل نہ ہو سکا؛ تاہم ہمارے نظام احتساب کے لیے اس وقت کافی حد تک اصلاح کی ضرورت ہے تو اس آرٹیکل میں عہد فاروقی کے نظام احتساب کی روشنی میں عصر حاضر کے احتسابی قوانین کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان فروعی قوانین پر اصولی انداز سے جرح وقدح کی گئی ہے اور ان کی جائز اور ممکنہ صورتوں کو واضح کیا گیا ہے اور اس کی روشنی میں دور حاضر کے نقائص کو حل کرنے کی تجاویز پیش کی گئی ہیں اور دور فاروقی میں نظام احتساب پر کی گئی اصلاحات کا عصر حاضر میں ہونے والی کاوشوں پر تطبیق کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

احتساب کالغوی معنٰی و مفہوم

احتساب باب افتعال سے ہے۔اس کا مادہ ح س ب ہے۔کتب لغت میں "حسب یحسب حسانا و حسابا" کے معنی گننا اور شمار کرنے کے آتے ہیں اور اسی طرح "حسب یحسب محسبتہ وحسبانا" سے مراد خیال کرنا اور گمان کرنا بھی لیا جاتا ہے۔نیز حسب میں "کافی اور کفایت" کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے یعنی وہ جو کفایت کرے اور جس کے بعد کسی شے کی ضرورت نہ رہے۔اس کے علاوہ حاسب کا معنی حساب کرنیوالا بھی ہے۔حساب کی جمع حسبان ہے، جس کا معنی گنتی بھی ہے اور حسیب نگرانی کرنے والے کو کہتے ہیں۔[1]

احتساب کا اصطلاحی مفہوم

کتب فقہیہ میں احتساب کے لئے بالعموم "حسبہ" کا لفظ استعمال ہوا ہے، جب کہ اس فریضہ کو انجام دینے والے کو "محتسب" بھی کہا گیا ہے والی الحسبہ کی اصطلاح بھی استعمال کرتی ہے۔

الماوردی نے احتساب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: "هوامر بالمعروف اظهر رله ونهي عن المنكر اذظهر فعلهٗ" ۔[2]

کسی اچھائی کا ترک اور برائی کا ارتکاب اگر کھلم کھلا ہو تو اس کا سدباب احتساب کہلاتا ہے۔

محمد علی تھانوی اس بارے میں لکھتے ہیں: "ازروئے شریعت حسبہ اور احتساب کے معنی ہیں کسی ایسی اچھائی اور نیکی کا حکم دینا جسے لوگوں نے ترک کر دیا ہو اور ایسی برائی سے روکنا ہے جس کے لوگ مرتکب ہو رہے ہوں۔شریعت میں حسبہ کا لفظ عام ہے اور اس امرِ مشروع کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جائے، مثلاً اذان، اقامت، شہادت، جیسے امور جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔یہاں تک کہا گیا، قضاء بھی حسبہ ہی کا ایک حصہ ہے"۔[3]

علامہ ابن خلدون احتساب کے بارے میں لکھتے ہیں: "هي وظيفة دينية من باب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر"[4]

احتساب امر بالمعروف و نہی المنکر سے متعلق خالصتاً ایک دینی منصب ہے۔

پروفیسر محمد المبارک احتساب کی تعریف یوں لکھتے ہیں: "یہ ایک ایسا نگران ادارہ ہے جس کو حکومت قائم کرتی ہے اور خاص لوگ اس کو چلاتے ہیں اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اخلاق مذہب اور معاشیات کے دائرہ میں افراد کی سرگرمیوں کی نگرانی کی جائے یعنی ان کی تمام اجتماعی سرگرمیوں کی نگہداشت ہوتا ہے کہ انصاف اور اعلیٰ اقدار کو عملاً بروئے کار لایا جا سکے اور معاملہ میں اسلامی شریعت اور مختلف زمانوں اور علاقوں میں جو معروف اور پسندیدہ طریقے رائج میں انکی روشنی میں اہم کام کو سرانجام دیا جا سکے"[5]۔

مذکورہ بالا تعریفات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ احتساب نیکی و بھلائی کے فروغ اور برائی و بے حیائی کے قلع قمع سے عبارت ہے۔

احتساب کی اقسام

بنیادی طور پر احتساب کی دو اقسام ہیں: ۱۔احتساب عرفی ۲۔احتساب شرعی

۱۔احتساب عرفی

مولانا سید متین ہاشمی لکھتے ہیں: "صدر اول میں خلفاء اور حکام بنفس نفیس اس فریضے کو سرانجام دیتے تھے اور اس معاملے میں کسی کی مداخلت کو ایک لمحے کے لئے بھی گوارا نہیں کرتے تھے، لیکن جب اسلامی حکومت کا دائرہ وسیع ہو گیا اور خلفاء کے لئے یہ ممکن نہ رہا ہے کہ وہ دور دراز علاقوں کے بسنے والوں کی کڑی نگرانی کر سکیں تو باقاعدہ محکمہ احتساب کی ضرورت پیش آئی۔ ابتداء میں نہ لفظ احتساب استعمال ہوتا تھا اور نہ ہی محتسب، بلکہ بازار کے امور کی نگرانی کے لئے ایک شخص کو حکومت کی طرف سے مقرر کر دیا جاتا تھا۔ جسے صاحب السوق یا عامل السوق کہتے تھے۔ خلیفہ مامون کے زمانہ میں جبکہ اسلامی حکومت کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا تھا تو باقاعدہ محکمہ احتساب کا قیام عمل میں آیا"[6]۔

احتساب شرعی

احتساب شرعی میں عمومیت پائی جاتی ہے، یعنی مطلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کہتے ہیں۔ نبی کریمؐ نے برائی کو روکنے اور نیکی کا حکم کرنے کو بڑے واضح انداز میں فرمایا: "تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو اپنی قوت بازو سے اسے روک دے لیکن اسے اس بات کی طاقت نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی طاقت نہیں تو اپنے دل سے اس برائی کو برا جانے لیکن یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے "[7]۔

امام غزالی نے احیاء علوم الدین میں حضرت ابو الدرداء کا ایک اثر نقل کیا ہے: ”حضرت ابو الدرداءؓ نے ارشاد فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسا ظالم بادشاہ مسلط کر دے گا جو تمہارے بڑوں کی عزت کرے گا نہ تمہارے چھوٹوں پر رحم کرے گا، تمہارے نیک لوگ اس کے لئے بددعائیں کریں گے لیکن ان کی بددعائیں قبول نہیں کی جائیں گی، تم مدد چاہو گے لیکن تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ تم مغفرت کرو گے لیکن تمہاری مغفرت نہیں کی جائے گی۔[8]۔

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ احتساب اسلام کی مبادیات میں سے ہے اور احتساب کے بغیر ظلم کے پنجے معاشرے میں بتدریج گہرے ہوتے چلے جاتے ہیں۔لہذا ظلم و ستم اور عدوان کے پھیلنے سے قبل ہی اس کا انسداد کا حکم دے دیا۔

احتساب کا مقصد

اسلام لوگوں کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں معروفات و منکرات کا پابند دیکھنے کا متمنی ہے۔ وہ کذب وافتراء، ملاوٹ، ہیرا پھیری، رشوت، سفارش، گرانی اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ برعکس اس کے حقوق العباد اور مشترکہ حقوق کی ادائیگی کی تلقین کرتا ہے۔ کتاب وسنت میں ایسے قوانین موجود ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

ریاستی اور شرعی قوانین کی اہمیت وافادیت سے انکار ممکن نہیں۔ قوانین تو شہریوں کے جان، مال اور عزت وآبرو کے تحفظ ہی کے لئے بنائے جاتے ہیں اور ان کا حقیقی مقصد اخلاق عامہ اور مفاد عامہ کی نگہداشت ہوتا ہے اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات پر بھی بہت زیادہ زور دیا ہے، چنانچہ ”الحسبہ“ سے مراد لوگوں کو ایک طرح سے اسلامی طرز حیات اپنانے کی نہ صرف تلقین کرنا بلکہ پابند کرنا ہے۔

حسین واعظ لکھتے ہیں: "محتسب کا وجود اس امر کی ضمانت ہے کہ عوام اسلامی قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں"[9]

کشف الظنون میں مذکور ہے کہ احتساب کا مقصد عوام کی اصطلاح کے لئے حسب ضرورت اور بقدر ضرورت زجر وتوبیخ ہے اس کام کی خاطر لوگوں کو اچھائیوں کا حکم دیا جاتا ہے اور برائیوں سے منع کیا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان تنازعات اور فخر مباہات پیدا نہ ہوں اور نہ وہ ایک دوسرے سے بلاوجہ تجاوز کرنے کی کوشش کریں۔ یہ حکومت کی صوابدید پر ہے کہ لوگوں کو باز رکھنے کے لئے کون سے مناسب طریقے اختیار کئے جائیں۔ اس کے بعض بنیادی اصول و قواعد تو فقہی ہیں اور بعض مبنی پر استحسان، جن کے بارے میں بقول صاحب کشف الظنون " خلیفہ یعنی حکومت ہی فیصلہ کرنے کی مجاز ہے اور اس کا فائدہ شہروں کے امور کو بہتر طور سے چلانا ہے"[10]۔

عہد فاروقی اور عصر حاضر میں احتساب کے قواعد وضوابط

عہد فاروقی میں باز پرس کے قواعد وضوابط اور عصر حاضر کے قواعد میں کافی فرق ہے، عہد فاروقی میں باز پرس کے لیے کھلی کچہری لگا کر عوام کے سامنے سوال وجواب کا سیشن ہوتا تھا اور اعلانیہ مجرم کو سزا دی جاتی تھی جبکہ عصر حاضر میں احتساب کے محکمہ کے قوانین کچھ مختلف ہیں جو درج ذیل ہیں:

1999ء میں جب قومی احتساب بیرو کا محکمہ قائم ہوا تو اس وقت سے اب تک کوئی خاص قواعد وضوابط نہ تھے۔[11] تاہم کچھ عرصہ قبل اس کے قواعد وضوابط تشکیل دیئے گئے جن کا اطلاق 1999ء سے لاگو کیا گیا، وہ قواعد وضوابط حسب ذیل ہیں:

1. 1999ء کے مختصر قواعد احتساب میں 2021ء کو صدر عارف علوی نے چند ترامیم کر کے قواعد وضوابط میں اضافہ کیا، نئے آرڈیننس کے مطابق نیب کے دائرہ کار میں وفاقی، صوبائی، اور مقامی حکومتوں کے ٹیکسوں کا جانچ پڑتال شامل نہ ہوگی جبکہ اس سے قبل سیکشن۔4 کے مطابق نیب کے دائرے میں تمام سرکاری ملازمین شامل تھے اور اس ترمیم کے ذریعے اختیارات کو محدود کر دیا گیا۔
2. آرڈیننس کے سیکشن چھ میں ترمیم کر کے نیب کے چیئرمین کے انتخاب میں صدر مملکت کو شامل کیا گیا جبکہ اس سے قبل نیب کا چیئرمین منتخب کرنے میں صدر شامل نہ تھا بلکہ صرف پارلیمان اسے منتخب کرتا تھا۔
3. اس آرڈیننس کے مطابق صدر مملکت اور چیف جسٹس آف پاکستان کی مشاورت سے احتساب کی عدالتیں قائم کی جائیں گی۔
4. نیب کے قواعد میں یہ بھی شامل کیا گیا کہ نیب کا جج چیف جسٹس منتخب کرے گا، جس کی عمر 68 سال سے زیادہ نہ ہوگی۔
5. صدر مملکت کے اختیار میں ہوگا کہ وہ اس احتساب کے جج کو برطرف کر سکتا ہے۔
6. نیب کسی بھی بنک کی انکوائری سٹیٹ بنک کے گورنر کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکے گا۔
7. ٹیکس فراڈ کا احتساب نیب نہیں کرے گا بلکہ وفاقی بورڈ آف ریونیو کرے گا۔
8. کسی کے خلاف احتساب کا کیس چل رہا ہو تو اسے چیف جسٹس سے اجازت لیے بغیر واپس لینے کی اجازت ہوگی۔
9. آرڈیننس کے قواعد میں سے یہ بھی ہے کہ استغاثہ کے گواہ آڈیو یا وڈیو لنک کے ذریعے اپنا بیان ریکارڈ کروا سکتے ہیں۔
10. آرڈیننس کے ذریعے یہ قانون بھی پاس ہوا کہ جب تک کسی کے خلاف جرم ثابت نہ ہو اس کے خلاف کاروائی نہیں کی جا سکتی جبکہ اس سے قبل ملزم کو ہی گرفتار کر لیا جاتا تھا جو انسانی ہتک کے مساوی ہے۔[12]

عہد فاروقی اور عصر حاضر میں احتسابی کاوشوں کا تقابلی و تطبیقی مطالعہ

دور فاروقی میں احتساب کے لیے جو اقدامات کیے گئے ان کی روشنی میں عصر حاضر کے اقدامات اور ان کی تطبیقی نوعیت حسب ذیل ہے:

نظام شریعت کے قیام کے لیے کاوشیں اور حسبہ بل

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے احتساب کی قوت سے نظام شریعت کو قائم کیا، اسی غرض سے آپ ساری رات جاگ کر رعایا کے احوال دریافت کرتے تھے کہ کہیں کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی تو نہیں ہو رہی، روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ شام کی ایک بڑھیا نے حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے شکوہ کیا کہ وہ ہمارے بارے میں باز پرس کیوں نہیں کرتا کہ ہم کس کسمپرسی میں زندگی بسر کر رہے

ہیں، اگر اسے اپنی رعایا کے ہر فرد کے بارے میں معلوم نہیں تو وہ حکومت کیوں کرتا ہے؟ تو آپ اکثر اس بڑھیا کی بات یاد کر کے فرمایا کرتے تھے: خلافت کیا ہے؟ یہ بات مجھے شام کی ایک بڑھیا نے سکھائی ہے۔[13]

اس نظام کو آج ہماری مملکت خداداد ترس رہی ہے، اگرچہ ماضی میں پاکستان میں بھی نظام شریعت کے قیام کی کوششیں کی گئیں، مولانا شاہ احمد نورانی صاحب، مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب، مفتی محمود صاحب اور دیگر علماء کرام نے اس خطہ میں نظام شریعت کی تحریکیں چلائیں لیکن وہ خاصہ انقلاب نہ لا سکیں، 2003ء میں متحدہ مجلس عمل نے چھ مذہبی جماعتوں کے اتحاد سے حسبہ بل یا حسبہ قانون کے طور پر کے پی کے اسمبلی سے یہ بل منظور کروایا تھا جس کا مقصد ملک پاکستان میں نظام شریعت کا قیام تھا لیکن سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس چوہدری افتخار احمد نے اسے غیر آئینی قرار دے کر رد کر دیا، حالانکہ یہ ایک اچھا قانونی دستاویز تھا جس کی شقیں حسب ذیل تھیں:

1. اس بل کے ذریعے ملک میں نظام شریعت کا ماحول پیدا کیا جائے گا۔
2. خلاف شریعت کاروائی پر 30000 جرمانہ اور 6 ماہ کی قید بھگتنا ہو گی۔
3. پارلیمنٹ کوئی قانون خلاف شریعت پاس نہیں کرے گی۔
4. موجودہ مروج تمام قوانین کو اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے ذریعے قرآن و سنت کے آئینے میں ڈھالا جائے گا۔
5. صوبائی سطح پر، ضلعی لیول، اور تحصیل سطح پر محتسب مقرر کیے جائیں گے۔
6. اس کے تحت حسبہ پولیس کام کرے گا۔
7. ان کی ایک منتقہ مشاورتی کونسل بھی ہو گی جس میں مجلس شوریٰ کام کرے گا۔
8. اس کے تحت عوام کو قرآن و سنت کی روشنی میں زندگی گذارنے کی تلقین کی جائے گی۔
9. اس کے تحت سماجی برائیوں کو روکا جائے گا۔
10. محتسب کو اعلیٰ اختیارات حاصل ہوں گے۔[14]

یہ بل دوبار صوبائی اسمبلی سے پاس ہو کر سپریم کورٹ میں گیا لیکن اسے ایکٹ کا درجہ نہیں مل سکا، اسے عدالتی ریکارڈ میں ریفرنس نمبر دو، 2005ء کا نام دیا گیا ہے۔ صدر پاکستان جنرل مشرف نے اس بل کو سپریم کورٹ بھیجا، اس پر 9 رکنی لارجر بینچ نے سماعت کی؛ جس پر چیف جسٹس آف پاکستان نے یہ ریمارکس دیئے:

1. یہ قانون ایک خاص فرقے کو سہولت دینے کے مترادف ہے۔
2. اس پر گورنر کیسے دستخط کر سکتے ہیں؟
3. یہ بل عدالتی نظام کے متبادل اور متوازی قانون ہے۔
4. یہ بل آئین کے خلاف ہے۔
5. محتسب کو توہین عدالت جیسے اختیارات کیسے سونپے جا سکتے ہیں؟

اس بل کو اس مملکت خداداد میں پذیرائی نہ مل سکی یہ ملاؤں کا مارشل اور طالبان ازم ہے۔ اور نہ آئندہ اس طرح کے کسی بل کو منظوری دیئے جانے کے امکان ہیں، کیونکہ یہاں اسلامی قانون کی پاسداری اہل مغرب سے متصادم ہے اور اسے تہذیبوں کا تصادم سمجھا جاتا ہے، حالانکہ اسلامی

نظریاتی کونسل کا باقاعدہ شعبہ موجود ہے لیکن وہ بھی جس نظام کا حصہ ہیں یہاں شاید ہی کبھی نظام مصطفیٰ قائم ہو سکے، حالانکہ 1973ء کا آئین علماء کی زیر نگرانی بنایا گیا اور اس پر کئی ماہ بحث ہوتی رہی اور اس میں دو باتوں پر تاکید کی گئی تھی:

1. پارلیمنٹ کوئی ایسا قانون نافذ نہیں کر سکتی جو قرآن و سنت کے مخالف ہو۔
2. تمام قوانین کو اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے ساتھ قرآن و سنت کے آئینے میں ڈھالا جائے گا۔[15]

عہد فاروقی کے احتسابی نظام کے تناظر میں ایک اسلامی ملک کا یہ مذہبی اور آئینی فریضہ ہے کہ وہ نظام شریعت کو قائم کرے اور اس میں احتساب کے قوانین کو فعال رکھے۔

عہد فاروقی کا محکمہ احتساب اور عصر حاضر میں نیب(NAB)

عہد فاروقی میں ہر خاص و عام کا احتساب عدل و انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہوا کرتا تھا، وہاں کسی کے ساتھ انتقامی احتساب نہیں ہوتا تھا بلکہ شفافیت کا بول بال تھا۔ دور فاروقی میں جب فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاص کے خلاف شکایات بڑھ گئیں تو اس وقت حالات بھی کچھ اس طرح نازک تھے کہ معرکہ نہاوند کی تیاری شروع تھی؛ ایرانی سپہ سالار دولاکھ کے قریب فوج لے کر سر پر آکھڑے تھے؛ اور مسلمان مجاہدین کی فوجیں بھی روانہ ہو رہی تھیں تو حضرت عمر نے فرمایا بے شک حالات جس قدر بھی گھمبیر ہوں؛ معاملے کی نزاکت کے پیش نظر حضرت سعد کے خلاف انکوائری کمیٹی کو تحقیق سے نہیں روکا جا سکتا تو آپ نے محمد بن مسلمہ کو کوفہ بھیجا جنہوں حضرت سعد کو جامع مسجد میں بلا کر کھلے عام لوگوں سے آپ کے خلاف شکایات سنیں بالآخر آپ کو مدینہ بلایا گیا اور رعایا کے مطالبے پر آپ کو اس عہدہ سے ہٹا دیا گیا تھا۔[16]

پاکستان میں نیب کی طرح کئی ایجنسیاں احتساب کا کام کر رہی ہیں جن میں ایف آئی اے، ایف بی آر، آئی بی اور محکمہ اینٹی کرپشن قابل ذکر ہیں اور اب اثاثہ جات ریکوری یونٹ بھی قائم کیا جا رہا ہے۔ نیب کا ادارہ جنرل مشرف پرویز کے حکم پر 16 نومبر 1999ء کو تشکیل دیا گیا جس کا کام ملک کو بدعنوانی اور کرپشن سے بچاؤ کے ساتھ آگاہی اور نگرانی کا کام سرانجام دینا ہے۔ اس ادارہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی مقدمے کو احتساب عدالت میں منتقل کر سکتا ہے۔[17]

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ پاک میں جو احتساب کا محکمہ تھا وہ اطلاقی حیثیت میں تھا تاہم اب اس کے کئی یونٹ بن گئے ہیں جو مختلف ایجنسیوں کے نام سے کام کر رہے ہیں، نیز عہد فاروقی میں یہ محکمہ شفاف تھا، لیکن دور حاضر میں اس ادارے پر ملک کے اہم ترین ادارے سپریم کورٹ کو بھی خاصہ اعتماد نہیں ہے۔ سپریم کورٹ کے نیب کے بارے میں یہ ریمارکس آن دی ریکارڈ موجود ہیں چیف جسٹس شیخ عظمت سعید نے کہا: "نیب ملک میں بدعنوان عناصر کا سہولت کار بنا ہوا ہے جس کی وجہ سے بدعنوانی کو جڑ سے اکھاڑنے میں مشکلات کا سامنا ہے"۔[18]

عوامی حلقوں میں بھی ناقدین یہ کہتے ہیں کہ نیب احتساب کم کرتی ہے جبکہ مخاصمانہ کاروائی زیادہ کرتی ہے۔ ناقدانہ آراء سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ بات محل نظر ہے کہ میڈیا میں یہ پاور ہے کہ وہ ہیرو کو زیرو اور زیرو کو ہیرو بنا کر پیش کر سکتا ہے، کچھ عرصہ قبل نیب نے مسلم لیگ ن پر مقدمات کی بوچھاڑ کر دی پھر اسی جماعت کو تخت پر لانے میں بھی کمال پھرتی سے کام لیا گیا۔ اگرچہ چیئرمین نیب کا دعویٰ ہے کہ نیب منی لانڈرنگ، بدعنوانی، دھوکہ دہی، بینک ڈیفالٹ ہونے، ریاستی فنڈز کی خورد برد اور اختیارات کے غلط استعمال پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔ اور بلا تفریق قومی احتساب بیرو اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ نیب کے چیئرمین جسٹس ریٹائرڈ جاوید اقبال نے کہا گیلانی اینڈ گیلپ سروے میں 59 فیصد پاکستانی عوام نے نیب پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔[19]

ججز اور فوجی جرنیلوں کے خلاف احتساب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کئی بار خلیفہ وقت ہونے کے باوجود عدالت میں ملزم کی حیثیت سے پیش ہوئے اور کئی بار ایسا ہوا کہ آپ کے مقرر کردہ ججز نے آپ کو پروٹوکول دینا چاہا تو آپ نے ان کو روکا اور ان کی سرزنش بھی کی۔

ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعب اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مابین مسجد کی توسیع کے وقت زمین کی خریداری پر تنازع ہو گیا کیونکہ حضرت ابی کا مکان مسجد کی توسیع میں آڑے آرہا تھا اور وہ بیچنا بھی نہیں چاہتے تھے اور اس وقت قاضی حضرت زید بن ثابت تھے تو آپ کی بارگاہ میں مقدمہ پیش ہوا تو فریقین قاضی کے پاس آئے تو قاضی وقت حضرت زید بن ثابت نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے جگہ چھوڑ دی تو آپ نے قاضی کو مخاطب کر کے فرمایا: "هذا اول جورك جرت في حكمك اجلسني وخصمي"۔[20] یہ پہلا ظلم اور ناانصافی ہے جو آپ کے فیصلہ میں جاری ہو رہی ہے؛ آپ مجھے اپنے فریق مخالف کے ساتھ بٹھائیں۔ پھر جب مقدمہ شروع ہوا اور قاعدہ کی رو سے مدعی پر بینہ ہے جس کی وجہ سے ابی بن کعب گواہ پیش نہ کر سکے تو اب فریق دوم سے یمین کا حکم تھا تو قاضی نے کہا اے ابی بن کعب آپ حضرت عمر سے قسم نہ لیں اور یہ صرف آپ ہی کے لیے ہے کسی اور کے لیے میں کبھی ایسا نہیں کروں گا تو حضرت عمر نے فوراً از خود قسم اٹھالی تاکہ معاملہ حل ہو جائے، جب معاملہ ختم ہوا تو حضرت عمر نے فوراً قاضی وقت حضرت زید بن ثابت کو معزول کر دیا اور قسم اٹھائی کہ جب تک عمر زندہ ہے زید قاضی نہیں بن سکے گا کہ میرے نزدیک تمام مسلمانوں کی عزت و آبرو برابر ہے۔

عہد فاروقی کے تناظر میں جب ہم عصری احتسابات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ایسے شواہد ملتے ہیں کہ پاکستان میں بھی ججز کا احتساب ہوتا رہا ہے، نیز پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 209 کے تحت سپریم جوڈیشل کونسل کے تحت کسی بھی جج کا احتساب کیا جا سکتا ہے۔ سابقہ سالوں میں جسٹس فائز عیسیٰ کے خلاف عدالت میں مقدمہ چلتا رہا، اور ان پر الزامات بھی ٹیکس اور اثاثہ جات کے آڈٹ کا تھا جس کے نتیجے میں کیس اپنی تکمیل کے بعد جسٹس فائز عیسیٰ کے حق میں دیا گیا کیونکہ اثاثہ جات ان کی بیوی سرینا فائز کے نام تھے۔[21]

بیرسٹر ظفر اللہ نے سپریم کورٹ میں ججز کے خلاف درخواست دائر کی کہ ججز اور جرنیلوں کے حلف میں صادق و امین کے الفاظ نہیں ہیں حالانکہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 62، 63 کے تحت ججز اور جرنیلوں کا بھی صادق اور امین ہونا شرط ہے لہذا عدالت سے استدعاء ہے کہ ان کے حلف میں بھی صادق و امین کی شرط عائد کی جائے۔ اسی طرح درخواست دہندہ نے یہ بھی عندیہ دیا کہ ججز اور جرنیلوں کو اپنی آمدن اور اخراجات کی تفصیلات پارلیمانی کمیٹی برائے احتساب کے روبرو پیش کرنے کا پابند بنایا جائے کہ یہ بھی آئین کا تقاضا ہے[22]۔ تو ان حالات کے باوجود کہ ملک میں آئین موجود ہے، عدالت کے احکام بھی ہیں لیکن طاقتور سے کوئی احتساب لینے کی طاقت نہیں رکھتا، بلکہ ایک جج اپنا حق لینے کے لیے یہاں کئی سالوں تک مقدمہ لڑتا ہے۔ اب تو مزید کلین چٹ لینے کی خاطر بل پاس ہونے جا رہا ہے کہ ججز اور جرنیلوں کو احتساب سے استثناء ہونا چاہیے۔ وزیر قانون زاہد حامد کا کہنا ہے کہ عدلیہ اور مسلح افواج کو احتساب کے دائرہ کار میں نہیں لایا جائے گا۔

گورنرز کے خلاف احتساب

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے عہدے داروں سے بڑی باریکی سے باز پرس فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ فرمایا کرتے تھے: میری خلافت میں میرا کوئی امیر یا کوئی گورنر کسی پر زیادتی کرے تو مجھے اس کی اطلاع دو؛ میں اس کا بدلہ دلواؤں گا۔[23]

ایک مرتبہ آپ نے اپنی رعایا کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: اگر میرے کسی عامل نے میری رعایا کے کسی فرد پر ظلم کیا اور اس کی مجھے اطلاع دی گئی اور میں نے اس کی دادرسی نہ کی تو یوں سمجھو میں اس ظلم میں نہ صرف شریک ہوں بلکہ میں خود اس کا مرتکب ٹھہرا ہوں۔[24]

یہ صورت حال تھی ریاست مدینہ کے خلیفہ وقت کی، تاہم میرے ملک پاکستان میں اس قدر بے باکی سے کوئی اس قدر باز پرس تو نہیں کر سکتا تاہم انتقامی بنیادوں پر گورنرز کو عہدوں سے ہٹانے کے واقعات ضرور تاریخ کا حصہ ہیں، حال ہی میں وزیر اعظم شہباز شریف نے گورنر پنجاب عمر کو معزول کرنے کی سمری صدر پاکستان کو ارسال کی تھی۔ دور فاروقی میں گورنر کو عامل کہتے تھے اور وہ گورنر صوبے کا مالک ہوا کرتا تھا جیسے آج کل وزیر اعلیٰ کی کیفیت ہے، اور یہاں وزراء اعلیٰ سے بھی احتساب کی بجائے عدم اعتماد کے ذریعے اس سے مسند چھینی جاتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل وزیر اعظم محترم جناب نواز شریف کے خلاف قومی احتساب بیورو نے پانامہ لیک کے ذریعے احتسابی اقدامات کیے اور وقت کے حاکم کو معزول کر دیا۔

محکمہ احتساب کا اپنے افسران کے خلاف احتساب

نیب نے اپنے افسران کے خلاف نوٹس لیا اور سابق اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری نیب کراچی زین العابدین، سابق بینکنگ ایکسپرٹ منور حسین گوپانگ اور سابق تفتیشی افسر نیب اسامہ یونس، اسسٹنٹ ڈائریکٹر منیر احمد اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کریم بخش کے خلاف کاروائی کی، ان پر رشوت میں ملی بھگت کے الزامات تھے جس کے تحت ملزمان افسران نے 22 ملین، 63 ملین اور بالترتیب منیر احمد نے 31 ملین روپے واپس کرنے کی پیشکش کی، جسے عارضی طور پر چیئرمین نیب نے کریم بخش کی گرفتاری تک زیر التواء رکھا، اور منیر احمد اور کریم بخش کے خلاف ریفرنس نمبر 05/2022 کا مقدمہ احتساب عدالت میں دائر کیا گیا، گرفتاری کے بعد اسامہ یونس اور زین العابدین نے اعتراف کیا کہ انہوں نے ملازمت کے دوران ناجائز اختیارات کا فائدہ اٹھایا ہے جسے پلے بارگین کی منظوری کے بعد ان کو عبوری ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔[25]

الغرض عہد حاضر میں محکمہ احتساب کافی حد تک اچھا کام کر رہا ہے اور اس میں فعالیت پائی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود خیر القرون کی اصلاحات کو ہم فراموش نہیں کر سکتے لہذا عہد نبوی اور عہد فاروقی میں احتساب کے متعلق کی گئی کاوشوں سے خوشہ چینی کرنے کی آج بھی ضرورت ہے۔

خلاصہ بحث

احتساب کا لفظ حسب سے ماخوذ ہے جس کا معنی گننا اور شمار کرنا ہے۔ اسی سے حسیب کا لفظ ہے اور حسیب نگرانی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اصطلاحی اعتبار سے کسی اچھائی کا ترک اور برائی کا ارتکاب اگر کھلم کھلا ہو تو اس کا سدباب کرنا احتساب کہلاتا ہے۔ اور نیب ایک ایسا نگران ادارہ ہے جس کو حکومت قائم کرتی ہے اور خاص لوگ اس کو چلاتے ہیں اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اخلاق مذہب اور معاشیات کے دائرہ میں افراد کی سرگرمیوں کی نگرانی کی جائے یعنی ان کی تمام اجتماعی سرگرمیوں کی نگہداشت ہو تاکہ انصاف اور اعلیٰ اقدار کو عملاً بروئے کار لایا جا سکے۔ عہد فاروقی میں احتساب کے قواعد وضوابط اور عصر حاضر کے قواعد میں کافی فرق ہے، عہد فاروقی میں باز پرس کے لیے کھلی کچہری لگا کر عوام کے سامنے سوال وجواب کا سیشن ہوتا تھا اور اعلانیہ مجرم کو سزا دی جاتی تھی جبکہ عصر حاضر میں احتساب کے محکمہ کے قوانین کچھ مختلف ہیں۔ پاکستان میں نیب کی طرح کئی ایجنسیاں احتساب کا کام کر رہی ہیں جن میں ایف آئی اے، ایف بی آر، آئی بی اور محکمہ اینٹی کرپشن قابل ذکر ہیں اور اب اثاثہ جات ریکوری یونٹ بھی قائم کیا جا رہا ہے۔ نیب کا ادارہ جنرل مشرف پرویز کے حکم پر 16 نومبر 1999ء کو تشکیل دیا گیا جس کا کام ملک کو بدعنوانی اور کرپشن سے بچاؤ کے ساتھ آگاہی اور نگرانی کا کام سرانجام دینا ہے۔ اس ادارہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی مقدمے کو احتساب عدالت میں منتقل کر سکتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ پاک میں جو احتساب کا محکمہ تھا وہ اطلاقی حیثیت میں تھا تاہم اب اس کے کئی یونٹ بن گئے ہیں جو مختلف ایجنسیوں کے نام سے کام کر رہے ہیں، نیز عہد فاروقی میں یہ محکمہ شفاف تھا، لیکن دور حاضر میں اس ادارے پر ملک

کے اہم ترین ادارے سپریم کورٹ کو بھی خاصہ اعتماد نہیں ہے جو ہمارے لیے ایک اہم لمحہ فکریہ ہے جس کو مضبوط اور شفاف بنانے کی ضرورت ہے۔

نتائج وسفارشات

* احتساب معاشرہ میں موجود تمام غلط کاروائیوں کو روکنے کا نام ہے۔
* احتساب کی خاطر ادارہ احتساب یا نیب کو خود مختار ہونا ضروری ہے۔
* اس کی خاطر اعلیٰ سطح پر بازپرس کی کمیٹی کا ہونا ضروری ہے۔
* عہد فاروقی اور عصر حاضر میں نظام احتساب میں بہت زیادہ فرق ہے۔
* عہد فاروقی میں احتساب عمومی طور پر کھلی کچہری لگا کر کیا جاتا تھا جس میں مدعیٰ علیہ کو بولنے کا حق دیا جاتا تھا۔
* عہد فاروقی میں عدل کا نظام قائم تھا جس کی وجہ سے تمام ادارے اپنے دائرہ کار میں عمدہ طریقے سے کام کر رہے تھے لیکن عہد حاضر میں ان امور کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔
* لہذا دور حاضر کی اہم ضرورت ہے کہ نیب کو کلی طور پر آزاد کیا جائے۔
* ان کے اختیارات کو وسیع تر کیا جائے۔
* عدل کے نظام کو رائج کیا جائے۔
* قومیں اس وقت کامیاب ہوتی ہیں جب عدل کا نظام نافذ ہو اور ظلم کو ختم کیا جائے اور حقدار کو اپنا حق ملنے لگے ؛ آج اس امر کی شدید ضرورت ہے۔

حوالہ جات

1۔الزبیدی، ابوالفیض محمد بن محمد، تاج العروس، مصر: دارالھدایۃ، س،ن، تحت مادہ، ح س ب۔
Āl Zūbāīdī, Ābū Āl Fāīz Mūhāmāmād bīn Mūhāmmād ,Tāj Ūl Āroos, Egypt: Dār Ūl Hīdāyā.

2المادوری، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری، الاحکام السلطنیہ قاہرہ: دار الحدیث، ۲۰۰۶ء، ص ۳۴۹۔
Āl Māwārdī, Ābū Ūl Hāsān Ālī bīn Mūhāmmād bīn Hābīb Āl Bāsrī, Āl Āhkām Ūl Sūltānīā, Qāhīrā: Dār Ūl Hādīth,2006,p349.

3تھانوی، محمد علی، کشاف اصطلاحات الفنون، بیروت: مکتبہ لبنان، ۱۹۹۶ء ص ۱۰۸۔
Thānvī,Mūhāmmād Ālī, Kāshāf Īstīlāhāt Āl Fānoon, Bāīrvt: Māktābā Lūbnān,1996,p108.

4ابن خلدون، عبدالرحمن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، بیروت: دار الکتاب اللبنانی، ۱۹۲۵ء، ص ۱۸۶۔
Ībn Khāldon, Ābdūl Rāhmān, Mūqādmā Ībn Khāldon, Bāīrvt:Dār Āl Kītāb Āllūbnānī,1925,p186.

5ابن تیمیہ، تقی الدین احمد امام، الحسب فی الاسلام، اسلام آباد: الشریعہ اکیڈمی، ص ۱۷، س ن۔
Ībn Tymīā, Tāqī Āl Dīn Āhmād, Āl Hīsb fīl Īslām, Īslāmābād: Āl Shārīā Ācādmī, p17.

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

[6] محمد متین ہاشمی، مولانا، اسلامی حدود اور ان کا فلسفہ مع اسلام کا نظام احتساب، لاہور،: دیال سنگھ ٹرس لائبریری، ۱۹۹۹ء، ص ۱۰۴۔
Mūhāmmād Mātīn Hāshmī,Īslāmī Hūdvd,Lāhore:Dyāl Sīngh Lībrāry,1999,p104.
[7] قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، لاہور: ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۷ء، رقم:2165۔
Qūshāīry,Mūslīm bīn Hājjāj,Sāhīh Mūslīm,Lāhore:Īdārā Īslāmīāt, 2007,No:2165.
[8] غزالی، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، کراچی: مکتبہ المدینہ، ۲۰۱۳ء، ص ۳۲۰۔
Ghāzālī, Mūhāmmād bīn Mūhāmmād, Īhyā Ūloom e Dīn, Kārāchī:Māktābāt ūl Mādīnā, 2013,p320.
[9] کاشفی، حسین واعظ، اخلاق محسنی، بمبئی: میر زادا ابراہیم تاجر شیرازی، ۱۳۰۸ھ، ص ۱۵۹۔
Kāshfī,Hūsāīn Wāīz, Ākhlāq Mūhsīnī, Bāmbāy: Tājīr Shīrāzī, 1308ĀH,p159.
[10] خلیفہ مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون، استنبول: ن ن ۱۹۴۳، ص ۱۵۔
Khālīfā Mūstāfā bīn Ābdūllāh, Kāshf Ūl Zānoon,p15.
[11] *Free.hāmārīweb.com/retrīeved on : 28-06-2024*
[12] *www.urduvoa.com retrieved on 18-06-2024*
[13] البلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر الشہر، فتوح البلدان، لاہور،: تخلیقات، ۲۰۰۰ء، ص 461۔
Āl Bālāzrī, Āhmād bīn Yāhyā,Fātooh Ūl Būldān,Lāhore:Tākhlīqāt,2000, p461.
[14] الراشدی، ابو عمار زاہد۔ حِسبہ بل اور سپریم کورٹ آف پاکستان۔ گوجرانوالہ: ماہنامہ نصرۃ العلوم، مارچ:2007ء۔
Āl Rāshdī,Ābū Āmār Zāhīd, Hīsbā Bīl,Gojrānwālā: Nūsrāt Ūl Āloom, Mārch,2007.
[15] *Dawnnews.tv/news/retrieved on : 28-06-2024*
[16] الطبری، ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، کراچی: نفیس اکیڈمی، ص ۲۵۷۴ء، ص 2608۔
Āl Tābrī,Ābī Jāfār Mūhāmmād bīn Jārīr, Tārīkh Tābrī,Kārāchī: Nāfīs Ācādmī, p2574.
[17] *http//ur.m.wikipedia.org retrieved on: 28-06-2024*
[18] *http// ur.m.wikipedia.org retrieved on: 28-06-2024*
[19] کرپشن فری پاکستان کیلیے نیب کی ذمہ داریاں، اداریہ نوائے وقت، 8 ستمبر 2019ء۔
Correption free Pākīstān K leāy NĀB kī Zīmā dārīān,Nāwāī Wāqt,8 Sep.2019.
[20] ہیکل، محمد حسین، حضرت عمر فاروقؓ، مترجم: (سید حبیب اشعر)، لاہور: اسلامی کتب خانہ، س، ن، ص 362۔
Hāīkāl,Mūhāmmād Hūsāīn, Hāzrāt Ūmer Fārooq,Lāhore: Īslāmī kūtūb Khānā,p362.
[21] *Nāyātime.com/story/30Jan2022.*
[22] *Newsalert.com.pk / retrieved on : 28-06-2024*
[23] ابن شبہ، ابوزید عمر، النمیری۔ تاریخ المدینۃ النبویۃ۔ جدۃ: السید حبیب محمود احمد، ۱۳۹۹ھ، ج2، ص 698۔
Ībn Shūbā,Ābū Zāīd Ūmār,Āl Nāmīrī, Tārīkh Āl Mādīnā Āl Nābvīā, Jīddāh:Āl sāyīd Hābīb, 1399,p698.
[24] ایضا، ج2، ص 699.
Ābīd,vol.2, p698.
[25] *www.express.pk/retrieved on: 28-06-2024*